بسلسلہ سابق

قسط (۸)

# اصل الاصول

علامہ ابن تیمیہ کے رسالہ معارج الوصول کا ترجمہ

(از عبد الحلیم ناظم مولوی فاضل مدیر محدث مدرسہ رحمانیہ)

اور فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| ولما جاءھم کتاب من عند اللہ مصدق لما | اور جب ان کے پاس اللہ کے نزدیک سے کتاب آئی جو ان باتوں کی تصدیق کرتی |
| معھم نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب | ہے جو ان کے ساتھ ہیں تو جن کو خدا کی کتاب دیگئی تھی ان میں سے ایک فریق اللہ کی |
| اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون۔ واتبعوا | کتاب پس پشت ڈالتا ہے گویا کہ وہ جانتا ہی نہیں۔ اور ان باتوں کی پیروی |
| ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان ۰ | کرتا ہے جو سلیمان کی سلطنت میں شیطان پڑھا کرتے تھے۔ |
| الی قولہ تعالیٰ | یہاں تک کہ فرمایا |
| ولقد علموا لمن اشتراہ مالہ فی الآخرۃ من | اور البتہ تحقیق وہ جانتے ہیں کہ جس شخص نے اسکو خریدا۔ اس کیلئے آخرت میں |
| خلاق ولبئس ما شروا بہ انفسھم لو کانوا یعلمون | کوئی حصہ نہیں۔ اور البتہ برا ہے وہ جسکے بدلے وہ اپنے تئیں فروخت کر رہے ہیں |
| ولو انھم آمنوا واتقوا لمثوبۃ من عند اللہ خیر | کاش یہ لوگ جانتے۔ اور اگر وہ لوگ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو البتہ |
| لو کانوا یعلمون ۰ ۱ ع ۱۲ | اللہ کے نزدیک بہتر ثواب ہوتا۔ کاش یہ لوگ جانتے۔ |

ہم نصاریٰ کی اس لئے مذمت کرتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سخت غلو اور شرک میں مبتلا ہوگئے۔ رسول اللہ صلعم کی تکذیب کی، اور رہبانیت کی نئی بدعت نکال لی۔ ہم اس رہبانیت پر ان کی تعریف نہیں کرسکتے کیونکہ یہ قطعی بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ لیکن جبکہ رہبانیت اختیار کرنیوالا حق وصداقت کا قصد کرے تو کبھی معاف کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا عمل ضائع ہوجاتا ہے اس میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہی وہ گمراہی ہے جس میں پڑنیوالا شخص معذور سمجھا جاتا ہے اور نہ تو وہ عذاب کا مستحق ہوتا ہے نہ ثواب کا۔ اسی لئے ارشاد ہوا۔

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۰     جن پر تیرا غضب ہے اور جو گمراہ ہیں ان کا راستہ نہ (دکھا)

کیونکہ جس پر غضب ہوتا ہے وہ محض غضب ہی کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ اور جو گمراہ ہیں تو ان کا مقصود دراصل رحمت اور ثواب ہوتا ہے۔ لیکن یہ لوگ کبھی عذاب نہیں کئے جاتے جسطرح مغضوب علیہم عذاب پاتے ہیں۔ بلکہ یہ ملعون ومطرود ہوتے ہیں۔ اسی لئے زید بن عمرو بن نفیل کی حدیث میں آیا کہ یہود کہتے تھے "ہمارے دین میں ہرگز کوئی شخص داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنا حصہ اللہ کے غضب سے نہ لے لے۔ اور نصاریٰ نے کہا۔ جب تک اللہ کی لعنت میں کوئی شخص اپنا حصہ نہ بنائے اسوقت تک ہمارے دین میں داخل نہیں ہوسکتا۔

ضحاک اور ایک جماعت کا قول ہے کہ جہنم کے کئی طبقات ہیں۔ جو سب سے اوپر کا ہلکے عذاب کا طبقہ ہے وہ اس امت کے

نافرمانوں کیلئے ہے اور جو اس کے بعد ہے وہ نصاریٰ کیلئے اور جو اس کے بعد ہے وہ یہودیوں کیلئے۔ ان لوگوں نے یہود کو نصاریٰ کے تحت میں کر دیا ہے۔ قرآن بھی صاف شہادت دیتا ہے کہ مشرکین اور یہود مسلمانوں کیلئے نصاریٰ سے بہت زیادہ سخت دشمن ہیں۔ ظاہر ہے کہ دشمنی کی سختی کفر کی زیادتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہود نصاریٰ سے کفر میں زیادہ مضبوط ہیں۔ اگرچہ نصاریٰ گمراہ اور جاہل ہی کیوں نہ ہوں۔ یہود اپنے اس عمل پر سخت سزا دیئے جائیں گے۔ کیونکہ انھوں نے حق کو پہچانکر سرکشی سے اسے چھوڑ دیا۔ اور مغضوب علیہم (جن پر غضب کیا گیا) ہوگئے۔ چونکہ دو دو مرتبہ صاف دلائل قائم ہونے کے بعد بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اس لئے گمراہ ہو کر عذاب کے مستحق ہوگئے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن خطبہ میں نبی صلعم فرماتے تھے۔

خیر الکلام کلام اللہ وخیر الھدی ھدی محمد بہترین کلام اللہ کا کلام ہے اور بہترین ہدایت محمدؐ کی ہدایت ہے۔

وشر الامور محدثاتھا۔ وکل بدعۃ ضلالۃ ؁۔ بدترین کام بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

یہاں کل ضلالۃ فی النار (کل گمراہی جہنم میں ہے) نہیں فرمایا۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص حق کا قصد کرتا ہے۔ مگر حق سے گمراہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حق کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر اس سے تھک جاتا ہے تو ایسے شخص کو عذاب نہیں کیا جائے گا۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کو جن امور کا حکم کیا جاتا ہے اسے وہ بجا لاتا ہے اس پر اس کو بدلہ ملتا ہے اور جہاں جہاں وہ حقیقتِ حال سے بہک جاتا ہے وہ اس کیلئے بخش دیا جاتا ہے۔

اکثر متقدمین ومتاخرین مجتہدین اپنے قول وفعل میں بدعت کے مرتکب ہوئے مگر انھیں معلوم نہیں تھا کہ یہ بدعت ہے۔ یا تو انھوں نے بعض کمزور وضیعف احادیث سے اس کو صحیح گمان کر لیا۔ یا ان آیتوں کی وجہ سے جن کو انھوں نے اُن کی حقیقی مراد کے خلاف سمجھ لیا۔ یا محض اپنی رایوں کے سبب سے جو ان کے نزدیک بہتر معلوم ہوئی وہ اس قسم کے بدعتی ارتکاب میں پھنسے۔ حالانکہ اس مسئلہ میں نصوص بھی تھے جو ان کے پاس نہ پہنچ سکے۔ جب کوئی شخص متقی بنجاتا ہے اور اس کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں داخل ہو جاتا ہے۔

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ؁ اے پروردگار! اگر ہم بھولیں یا غلطی کریں تو ہمیں مت پکڑ۔

صحیح حدیث میں ہے کہ اس دعا کے بعد خدا کہتا ہے "میں نے ایسا ہی کیا" اس کی تفصیل دوسری جگہ گذر چکی ہے۔ یہاں پر یہ مقصود ہے کہ رسولؐ نے کتاب وسنت کے ذریعہ تمام دین بیان کر دیا۔ اجماع سے مراد اجماع امت ہے جو حق ہے کیونکہ امت محمدیہ گمراہی پر کبھی جمع نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح قیاسِ صحیح بھی حق ہے جو کتاب وسنت کے موافق ہوتا ہے۔ جس آیت مشہورہ کے ذریعہ اجماع پر دلیل لائی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین جو شخص رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس کیلئے ہدایت ظاہر لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ہوگئی ہے۔ اور وہ مومنوں کے راستہ کے غیر کی پیروی کرے تو ہم ما تولیٰ ؁ اس کو اسی طرف پھیر دینگے جدھر وہ پھرا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت موردِ نزاع پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جنھوں نے دو امروں کو جمع کر دیا۔ اور یہ مسئلہ مابہ النزاع نہیں اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ مومنوں کا راستہ کتاب وسنت ہی سے دلیل

کہنا ہے اور یہ بھی محل نزاع نہیں۔ الغرض اس قسم کے اقوال ان لوگوں کے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ آیت محل نزاع (اجماع) پر دلالت نہیں کرتی ہے۔ لیکن دوسرے ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ آیت مومنوں کی مطلقا اتباع کو واجب بناتی ہے۔ پھر اس کی تشریح میں ان کو جسقدر تکلف کرنا چاہئے انھوں نے کیا جیساکہ ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے مگر باوجود اس کے انھوں نے ان سوالوں کے جو ان کے قول پر وارد ہوتے ہیں شافی جواب نہیں دیئے۔

اس ضمن میں تیسرا قول معتدل اور بہترین ہے وہ یہ کہ یہ آیت بتاتی ہے کہ مومنوں کے راستہ کی اتباع واجب اور ان کے غیر راستہ کی پیروی قطعی حرام ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ مذمت صرف رسول کی مخالفت ہی سے لاحق ہوگی۔ یا صرف مومنوں کے خلاف راستہ چلنے سے۔ یا یہ کہ صرف ایک سے نہیں بلکہ جب دونوں اکٹھا جمع ہوں گے تب دونوں سے ملکر مذمت لاحق ہوگی۔ یا یہ کہ ان دونوں میں سے ہر ایک سے مذمت لاحق ہوگی اگرچہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہی کیوں نہ ہوجائے۔ یا یہ کہ ایک کو دوسرے سے لازم جانکر مذمت ہر ایک سے لاحق ہوگی۔ یہ کل پانچ صورتیں ہوتی ہیں جن میں پہلی دونوں باطل ہیں کیونکہ اگر ان دونوں میں سے صرف ایک ہی موثر ہے تو دوسرے کا ذکر بیکار و بے فائدہ ہونا لازم آئے گا۔ اسی طرح ان دونوں میں سے بھی مذمت کا لحوق نہ ماننا بھی قطعی باطل ہے کیونکہ رسول کی مخالفت قطع نظر ان کے متبعین سے خود موجب وعید ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک سے مذمت کا لحوق اگرچہ ایک دوسرے سے جدا ہی کیوں نہ ہوجائیں۔ اس پر آیت نہیں دلالت کرتی۔ کیونکہ آیت میں وعید مجموعہ کی بنا پر ہے۔ باقی رہی وہ صورت کہ ہر ایک دونوں صفتوں سے وعید کو چاہتی ہے تو یہی درست ہے کیونکہ ان دونوں میں تلازم ہے۔ جیساکہ اللہ و رسول کی نافرمانی اور قرآن و اسلام کی مخالفت میں تلازم مانا جاتا ہے چنانچہ جو شخص قرآن کی مخالفت کرے یا قرآن اور اسلام سے نکل جائے تو وہ دوزخیوں میں سے ہوگا۔ خدا فرماتا ہے۔

ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضلالا بعیدا ۔ جو شخص اللہ اس کے فرشتے، اسکی کتابوں، اسکے رسول اور یوم آخر (معاد) پر ایمان نہ لائے تو اس نے صد درجہ گمراہی اختیار کی۔

پس ان اصول میں سے کسی ایک کے ساتھ کفر کرنے سے اس کے غیر کے ساتھ کفر کرنا لازم آتا ہے۔ چنانچہ جس شخص نے اللہ کے ساتھ کفر کیا تو اس نے دراصل ان تمام کے ساتھ کفر کیا۔ اور جس نے فرشتوں کے ساتھ کفر کیا اس نے کتابوں اور رسولوں کے ساتھ بھی کفر کیا۔ پس وہ اللہ کے ساتھ بھی کافر ہوگا کیونکہ اس نے اللہ کے رسولوں اور کتابوں کو جھٹلایا۔ اور اسی طرح جب کسی شخص نے یوم آخر (قیامت) کے ساتھ کفر کیا تو اس نے دراصل کتابوں اور رسولوں کی تکذیب کی۔ لہذا وہ قطعی کافر سمجھا جائیگا جیساکہ خدا فرماتا ہے۔

یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون ۔ اے کتاب والو! حق کو باطل کے ساتھ کیوں ملاتے ہو۔ تم لوگ حق کو چھپاتے ہو درانحالیکہ تم جانتے ہو۔

ان کی یعنی کتاب والوں کی دو صفتوں پر مذمت کی اور ان میں ہر ایک مذمت کو چاہتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اپنے حسب ذیل قول میں ان دونوں سے منع فرمایا۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم ۔ حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ۔ اور حق کو نہ چھپاؤ درانحالیکہ تم

تعلمون ۔ خوب جانتے ہو۔

یہ ممانعت اس لئے ہے کہ جس نے حق کو باطل کے ساتھ ملا دیا اور اسکو باطل سے ڈھانک لیا پھر اس میں غلطی کی تو لازم آئے گا کہ اس نے حق کو چھپایا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ باطل ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ حق کو بیان کرتا تو باطل جس کے ساتھ اس نے حق کو مخلوط کر دیا ہے یقیناً زائل ہو جاتا۔ پس اسی طرح رسول کی مخالفت اور مسلمانوں کے غیر راستہ کی پیروی ہے۔ جس نے رسولؐ کی مخالفت کی تو درحقیقت اس نے مومنوں کے غیر راستہ کی پیروی کی۔ اور جس نے مومنوں کے غیر راستہ کی پیروی کی تو اس نے رسول کی مخالفت کی۔ کیونکہ مومنوں کے خلاف رہروی کو بھی اللہ نے وعید میں دخل دیا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذمت میں وہ بھی ایک اثر انداز صفت ہے۔ پس جو شخص مومنوں کے اجماع سے نکل جائے تو اس نے دراصل مومنوں کے خلاف راستہ کی یقیناً پیروی کی۔ اور آیت اسی کی مذمت واجب کر رہی ہے۔

اور جب یہ کہا جائے کہ آیت نے اس کی مذمت رسول ہی کی مخالفت کے ساتھ کی ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ دونوں دراصل ایک دوسرے کو لازم ہیں۔ یہ اس لئے کہ ہر وہ چیز جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے یقیناً رسول اللہ صلعم سے منصوص ہوگی۔ پس جو مسلمانوں کے مخالف ہے وہ رسول کے بھی مخالف ہوگی جس طرح رسول کا مخالف اللہ کا مخالف ہوتا ہے لیکن یہ اس امر کو چاہتا ہے کہ ہر وہ چیز جس پر اجماع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان کر دیا ہے۔ اور یہی درست اور بجا بات ہے۔ پس کوئی ایسا مسئلہ جس پر اجماع ہو نہیں پایا جائیگا مگر اس میں رسول کا بیان ضروری ہوگا۔ لیکن بعض لوگوں پر یہ یعنی رسول کا بیان مخفی ہوتا ہے اور اجماع معلوم ہوتا ہے لہذا اجماع ہی سے استدلال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ جو شخص دلالۃ النص کو جو نص کے ساتھ دوسری دلیل ہے نہیں جانتا تو نص ہی سے استدلال کرتا ہے۔ جیسے قرآن میں بیان کی ہوئی مثالیں۔ اسی طرح اجماع ایک دوسری دلیل ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے اس پر کتاب، سنت اور اجماع دلالت کر رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں ہر ایک اصول ایک دوسرے کے تلازم کے ساتھ حق پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ جس پر اجماع کی دلالت ہو تو اس پر کتاب وسنت کی دلالت بھی ضرور ہوگی۔ اور جس پر قرآن کی دلالت ہو اور وہ رسول سے لیا گیا ہو۔ تو کتاب وسنت دونوں اسی سے ماخوذ ہوں گے۔ کوئی ایسا مسئلہ نہیں پایا جاتا جس پر اجماع کا اتفاق ہو مگر اس میں کوئی نص ضرور ہوگا۔ بعض لوگ چند مسائل ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں صرف اجماع ہے نص نہیں ہے جیسے مضاربۃ[۱] (یعنی شرکت سے تجارت یا زراعت کرنی) حالانکہ ایسا نہیں یعنی ان کا خیال صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مضاربۃ عربوں کے درمیان جاہلیت ہی میں مشہور تھا۔ بالخصوص قریش میں جن پر تجارت کا اور غلبہ تھا۔ مال والے جو لوگ تھے وہ تجارت کو کام کرنیوالوں کے سپرد کر دیتے تھے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے قبل غیر کے مال کو لیکر سفر کیا چنانچہ حضرت خدیجہ کا مال لیکر حضور نے سفر کیا تھا۔ اور وہ قافلہ جس میں ابو سفیان تھے۔ اس کا اکثر حصہ ابو سفیان اور ان کے علاوہ دوسروں کے ساتھ مضاربۃ (یعنی تجارتی شرکت) کے قسم سے تھا۔

(باقی آئندہ)

---

[۱] مضاربۃ اسکو کہتے ہیں کہ ایک شخص کسی دوسرے کو تجارت کیلئے مال دیدے۔ اور نفع میں دونوں کا برابر حصہ ہو۔ مترجم